یاقوت

جب دل زخمی ہوتا ہے تو آیتیں مرہم کا کام کرتی ہیں۔

از قلم: قندیل فاطمہ

NOVEL HUT

All rights are reserved by the author , you can't copy or steal any of the

scenes written in this novel .

If you do so, serious action will be taken .

JazakAllah

NOVEL HUT

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

شُروع اَللہ کے پاک نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

NOVEL HUT

انتساب !

ہر اس روح کے نام جس کا دل زخمی ہے جو آج بھی کہی اپنے ماضی کے بھیانک آسیب کی قید میں جکڑا ہواء ہے۔

ہر اس روح کے نام جو اپنے اصل کو پہچاننا چاہتا ہے۔

NOVEL HUT

پیش لفظ

NOVEL HUT

اس کہانی میں جتنے بھی کردار ہیں سب میرے دل کے بہت قریب ہیں ۔شاہد اس وجہ سے کہ ان کو میں نے سچے دل سے لکھا ہے اور بہت سے ایسے کردار ہیں جنہوں نے مجھے خود بہت رلایا ہے کیونکہ آتش مرادیوسفزائی ، ام زینب، میران شاہ، الیون آسٹن ،یونس بیگ، مناہل بیگ، ایلیف یوسفزائی، الماس بیگم ،دانیہ یوسفڑائی، شاہدیوسفزائی، روشان دورانی ان سب کی زندگی بہت اندر تک مجھ سے، آپ سے اور ہم سب سے ریلیٹ کرتی ہے۔

میں اپنی کہانی کی تعریف نہیں کر رہی لیکن میں یہ ضرور کہوں گی کہ یہ کہانی انشااللہ نہ صرف آپ سب کو اپنے دل کے قریب لگے گی بلکہ زندگی کی تلخیاں بھی گنوائے گی (کوئی بھی انسان اپنی زندگی میں بلکل سیدھ میں نہیں چل رہا بلکہ اس کی زندگی کی راہ کٹھن ہے ،ناہموار ہے)۔

زندگی کے کافی سالوں نے مجھے گزار کر مجھ پر واضح کیا کہ اس دنیا میں مجھے ایسے ہی نہیں بھیجا گیا کوئی صلاحیت میرے اندر بھی میرے رب نے بھی پوشیدہ رکھی ہے،ہاں اس کو پہچاننے میں مجھے کافی وقت لگا لیکن بے شک جو کام اللہ نے لکھ دیا ہے وہ اسی وقت ہی وقوع پذیر ہوتا ہے اور آپ کے دل میں کوئی خیال ایسے ہی جگہ نہیں بناتا کیونکہ اس دل کا رب تو اللہ ہے نہ تو پھر کیسے ممکن کہ وہ ہمارے دل میں پیدا ہوئے خیالات سے واقف نہ ہو۔

اور اس ناول کو لکھنے کا خیال میرے ذہن میں پچھلے سال آیا(میں پھر کہوں گی کوئی بھی چیز آپ کے ذہن میں ایسے ہی نہیں آتی، کسی چیز کی لگن ایسے ہی دل میں نہیں پھوٹتی (ضرور اس میں رب تعالی کی کوئی نہ کوئی مصلحت پوشیدہ ہوتی ہے۔

جس کو اپنے قلم سے میں نے اسی سال متعارف کروایا(الحمداللہ) لیکن کچھ باتوں سے میرے اندر کا حوصلہ پست ہونے لگا ،مجھے نا امیدی سی ہونے لگی،مجھے ابھی تک یاد ہے کہ جب میں انتہا کی نا امیدی کی پستی میں ڈوبتی چلی جا رہی بھی تو میرے رب نے کیسے مجھے وہاں سے نکالا اور مجھ پر ثابت کیا کہ وہ ایسے ہی دلوں میں خیال نہیں ڈالتا ۔

جس نے مجھے بے انتہا کا حوصلہ عطاء کیا کہ آج میں اپنے والدین کی اور اپنی دوستوں کی سپوٹ کے ساتھ اپنے ناول کی پہلی قسط شائع کرنے جا رہی ہوں۔

اپنا ناول میں ہر اس روح کے نام کرتی ہوں جس کا دل زخمی ہے ،جو اپنے اصل کو پانا چاہتا ہے۔

NOVEL HUT

ناول حٹ

یہ میرا پہلا ناول ہے جس میں مجھے اندازہ ہے کافی غلطیاں ہونگی املاء میں (پلیز اسے اگنور کی جئیے گا)

اور اس کے سارے کردار فرضی ہیں اگر کسی کردار یا بات سے آپ کی دل آزاری ہو تو میں پہلے ہی معذرت خواہ ہوں۔

فی امان اللہ! میرے کام کو سپوٹ کی جئیے گا۔

آپ کا یہ سفر آپ کے لیے اچھا ثابت ہو۔

آمین!

NOVEL HUT

قسط نمبر1

باب اول

آئینے

آئینہ ایک سا نہیں ہوتا

کوئی منفرد تو اس کے برعکس کوئی عامیانہ

آئینے کا میعار ہے مختلف

ہے منحصر تم پر چناؤ اس کا

ایک بار جو ٹوٹ جائے یہ

NOVEL HUT

پھر نہ جوڑتا اصل کی طرح یہ

جوڑ بھی جائے اگر یہ

رہ ہی جاتیں دراریں اور خلش اس میں

ہے انسان بھی ایک آئینے کی مانند

ہے مختلف میعار اس کا، منحصر ہے تم پر انتخاب اس کا

ہے ظاہر الگ اس کا، باطن الگ اس کا

NOVEL HUT

ہےدرمیامیں نسب آئینہ اس کے

ہوتا ہے یہ پوشیدہ اک راز کی مانند

اٹھ جائے جو پردہ اگراس راز سے

ہو جاتا ہے انسان بے لباس، عریاں سامنے تیرے

جس خوبصورتی سے دیکھاتا یہ ظاہر تمہیں

ہے تو انجان آئینے کے اس پار ماحول سے

ہے تو نا واقف، تو اجنبی باطن کے اس سے

انسان بھی مختلف ہے ہر آئینے کے سامنے

اس کی اوقات اور معیار کے مطابق۔۔۔

سوائے ان کے جو ڈال لے خود پر پردہ منافقت کا

ہے دیکھاتا وہ پھر ظاہر اعلی ہی اعلی تمہیں

ہے بے شک باطن کالا اور گھٹیا اس کا

ہوتی ہیں میٹھی زباں میں لپٹی چھریاں یہ

\- — — — — —

حصہ اول

NOVEL HUT

تاریخ :15دسمبر

رات: 3:15

شہر: سرگودھا۔

اندھیرے کو اپنے اندر جذب کیے، شر کو اپنے حصار میں جکڑے ، مختلف رازوں کو اپنے سینے میں دفن کیے، لوگوں کے کالے کارناموں پر دھند کا پردہ ڈالے یہ رات سرگودھا شہر پر

اپنے پر پھیلائے وحشت زدہ رات کا منظر پیش کرتی تھی۔ ایسے میں ہی ہماری کہانی پاکستان کے اسی بارویں بڑے شہر سرگودھا کے گرد گھومتی ہے۔ وہ جسے "شاہینوں کا شہر" کہا جاتا ہے۔

وہ سرزمیں جس نے پتنگ باز، اقبال کے شاہین، وطن پر جان نچھاور کرنے والے اور بہادر سپوتوں کو جنم دیا۔

پاک فضائیہ بیس مصحف PAF BASE MUSHAF سرگودھا شہر میں ہی واقع ہے۔

جو کہ ایک میجر آپریشنل بیس (MOB) ہے۔

جو جس نے وطن پر جب کوئ حفاظتی آفت آئی، اس سرزمین کے دفاع کے لیے وطن کے نوجوانوں کو ہر طرح سے جہاد کے لیے تیار کیا۔

اور پیاری پاک سرزمین کے حوالے کیا اس کی حفاظت اور دفاع واسطے۔

انہیں ہواؤں میں اڑنا سکھایا اور شاہینوں جیسی پرواز بخشی۔

جنہوں نے سر پر کفن باندھے، فضاؤں میں اپنے کرتب دکھائے اور دشمنوں کو زیر کیا۔

پاکستان کے مشہور ایم ایم عالم، MM Alam جسے محمد محمود عالم کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، ایک مشہور پاکستانی فائٹر پائلٹ اور جنگی ہیرو تھے۔

جنہیں 1965 کی ہند-پاکستان جنگ کے دوران ایک منٹ سے بھی کم وقت میں پانچ بھارتی طیاروں کو مار گرانے کا سہرا دیا جاتا ہے، جس نے اسی سرزمین (سرگودھا) سے پرواز بھر کر فضائی لڑائی کا عالمی ریکارڈ قائم کیا۔

اسے پاکستان میں ایک قومی ہیرو سمجھا جاتا ہے۔

(Pakistan Air Force (PAF

صحرا است کہ دریاست تہ بال و پر ماس

"Be it deserts or seas; all lie under our wings"

"وہ صحرا ہوں یا سمندر۔ سب ہمارے پروں کے نیچے پڑے ہیں"

سرگودھا پاکستان کے صوبہ پنجاب میں واقع ہے جو سڑک اور ریل کے ذریعے ہندوستان سے جڑا ہوا ہے۔

سرگودھا شہر کے نام کے متعلق یہ روایت مشہور ہے، کہ سرگودھا شہر کے موجودہ "سول ہسپتال" والی جگہ پر پانی کا ایک تالاب ہوا کرتا تھا اور اس تالاب کے کنارے ایک بزرگ جس کا نام "گودھا" تھا، ڈیرہ جمائے ہوئے تھا۔

ہندی میں تالاب کو "سر" کہتے ہیں، اسی طرح "سر" اور "گودھا" ملنے سے شہر کا نام سرگودھا پڑ گیا۔ کچھ روایات میں اس بزرگ کا نام "لالو گودھا" بھی بتایا گیا ہے، جس میں اس کا نام "لالو" جبکہ "گودھا" اس کی ذات تھی۔

NOVEL HUT

خوابوں پر اختیار، نہ یادوں پر زور ہے

کب زندگی گزاری ہے اپنے حساب میں

(فاطمہ حسن)

ہماری کہانی کا آغاز سرگودھا میں واقع ایک فارم ہاوس سے ہوتا ہے، جو کہ شمال کی طرف واقع گنوں کے کھیت اور مغرب کی طرف واقع مالٹوں کے باغ کے عین درمیان میں وقوع پذیر تھا۔

سرگودھا شہر لذیذ اور اعلی کینو کی کثیر تعداد میں پیداوار کی وجہ سے بھی مشہور ہے، اس لیے اسے "کیلیفورنیا آف پاکستان" بھی کہا جاتا ہے۔

فارم ہاوس رات کے اس وقت ہلکی پھلکی دھند میں ہواء کے دوش سے یکے بعد دیگرے طلسمی سرمئی دھوئیں کے مرگولوں میں سفید روشنیوں کی قید میں جگ مگ کر رہا تھا، ایسے جیسے اگر سارے چراغ گل کر کے ایک تھالی میں موم بتی جلا دی جائے تو بلکل کسی چمکتے ہوئے دیے جیسا ہی نظارہ پیش کر رہا تھا وہ فارم ہاوس۔

فارم ہاوس کے کالے گیٹ کے باہر تین لینڈ کروزر کھڑی تھیں اور گیٹ کے گرد گارڈ کی بھاری نفری تعنیات تھی۔

اگر تجسس کے مارے گارڈ کی نظروں سے بچ کر گیٹ سے اندر قدم رکھا جائے تو تمہیں ایک لمبی پتھر کی روش کا سامنہ کرنا پڑے گا جس کے اطراف میں خوبصورت گلاب کے پھولوں کا راج تھا، جو کہ اس وقت دم سادھے ہوئے تھے ایسے جیسے اس دھند میں لپٹی اس وحشت زدہ رات نے ان پر طلسم کی قید کر دی ہو۔

گلاب کو دیکھ کر اندازہ ہو جاتا تھا کہ اس فارم ہاوس کا مالک گلاب کے پھولوں کا دلدادہ ہو گا۔

اسی روش کے آخر میں ایک بھورے رنگ کے نقش و نگار کا خوبصورت دروازہ تھا جسے کھول کر اندر جایا جائے تو دائیں طرف ایک بیٹھک اور لیونگ روم تھا اور بائیں طرف اوپن کچن اور سیڑھیاں جو یقیناً اوپر کو جاتی تھیں اور سامنے ہی دو کمرے تھے۔

اگر بیٹھک میں جائیں تو ایک طرف جدید طرز کے نیلے رنگ کے صوفے پڑے تھے اور پیچھے ہم رنگ ہی پردے ٹنگے تھے اور کھڑکی بھی جو کہ باہر واقع لان کا دلفریب نظارہ پیش کرتی تھی۔

اور بیٹھک کی دوسری طرف نیچے گاؤ تکیہ کا انتظام لگایا گیا تھا جہاں پر ایک آدمی جس نے کالے رنگ کی شلوار قمیض پہن رکھی تھی بیٹھا تھا اور اس نے اپنے گرد کریم کلر کی بڑی

سی شال لپیٹ رکھی تھی اور ساتھ ہی جس سے اس نے اپنا چہرہ بھی ڈھانپ رکھا تھا۔ ایسے جیسے اس چہرے کو دنیا کی پہنچ سے دور رکھنا چاہتا ہو۔

کیا واقع چہرے کو یا اس چہرے کی اضطرابی کیفیت کو؟؟

اس کے ساتھ ہی مالٹوں کا ایک ٹوکرا پڑا تھا۔

ظاہر سی بات ہے سرد موسم میں جب سرگودھا میں تم جس گھر میں قدم رکھو گے کچھ اور نہیں تو مالٹے تمہیں ضرور خوش آمدید کہیں گے۔

بہر حال جہاں سے نکل کر اگر تم چپکے سے اپنے قدم لیونگ روم کی طرف لو تو بڑی سی LED کے سامنے ہی دھرے صوفے کے کوشن آس پاس بکھرے ہوئے تھے، یقیناً یہاں کچھ وقت پہلے محفل لگی تھی کیونکہ ٹیبل پر پڑی ایش ٹرے میں سگریٹ کی کافی راکھ پڑی تھی۔

اور سامنے ہی اوپن کچن میں پڑے رات کے بچے برتن اپنی بے قدری کو رو رہے تھے۔

سامنے دونوں کمروں میں سے ایک کمرہ لاکڈ تھا اور اگر دوسرے کمرے میں تم اپنے قدم رکھو تو خاموشی تمہاری منتظر ہے اتنی کہ اگر سوئی بھی گرے تو آواز آئے اور اسی کمرے کے دائیں طرف ایک بک شیلف تھی۔

جس میں ہزاروں کے حساب سے کتابیں تھیں یعنی اس کمرے کا مالک کتابیں پڑھنے کا ذوق رکھتا تھا۔

شیلف کے سامنے ہی ریوالونگ چئیر پڑی تھی اور آگے ہی شیشے کا میز پڑا تھا جس پر اس وقت کچھ بھی نہیں دھرا تھا سوائے ایک واس کے جس میں گلاب کے پھول تھے جو کہ مرجھائے ہوئے تھے یقینا صبح کے رکھے ہوئے تھے۔

اور اس کمرے کے بائیں جانب ایک صوفہ تھا جہاں کوئی دراز تھا جس کا شاہد قد بہت دراز تھا جو اس کی ٹانگیں وی کی شیپ میں صوفے کے ہتھے پر دھری تھیں۔

اس کے سامنے ٹیبل پر لیپ ٹوپ اور کچھ کاغذ بکھرے ہوئے تھےیقیناوہ کام کرتے ہوئے سو گیا تھا۔

اگر اس شخص کی طرف آیا جائے تو اس کا چہرہ غیر واضح تھا کیونکہ اس پر پردے کا سایہ پڑرہا تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر ابھرتی پریشانی یہاں سے بھی دیکھی جا سکتی تھی ۔

جیسے وہ مضطرب تھا، ایک برے خواب کے زیر اثر تھا۔ اس کی بند آنکھوں کے پار کچھ ٹوٹا پھوٹا منظر تھا جو اس شخص کی اضطرابی کیفیت کی وجہ تھا۔

ہم قرار کیا پاتے وحشتوں کے موسم میں

اس نے دور ہونا تھا بارشوں کے موسم میں

رات زندگی بھر کی کاٹ دی ہے آنکھوں میں

خواب کوئی دیکھا تھا رتجگوں کے موسم میں

(سید مبارک شاہ)

وہ ایک وحشت زدہ طوفانی رات میں ڈوبا جنگل تھا۔

یہ اندھیری طوفانی برستی رات، سیاہ اور ابر آلود بادل سے برستی چھاج و چھاج بارش کے سیلاب تلے کسی پراسرار راز کو دفن کرنے کی تگ و دو میں لگتی تھی۔ کوئی پراسرار راز!

بجلی کی یکے بعد دیگرے کڑکڑا اور بادل کے چھنگاڑنے کی آواز، گویا ہر جانب ہولناک اور دہشت زدہ رات کا منظر پیش کرتی تھی۔ وحشت زدہ رات!

اس وحشت زدہ طوفانی رات میں روئے زمین پر اللہ کی جاندار مخلوق اپنے اپنے گھروں،بلوں،غاروں،گھونسلوں اور اندونے زمین میں سہم کر دبکی ہوئی زبان پر کلمہ خیر کا ورد کرتی ہوئی نظر آتی تھی۔خوف میں ڈوبی مخلوق!

لیکن اس ہولناک منظر میں بھی آنکھوں کو ساکت اور اس طوفانی رات سے زیادہ دہشت میں مبتلا کرنے والا کوئی منظر تھا۔ ٹھٹکنے پر مجبور کرنے والا.........جسم کے رونگٹے کھڑے کرنے والا......روح کو وحشت کے حصار میں جکڑنے والا..........

کچھ ایسا جو اس سارے ہولناک منظر کے خلاف تھا............

کیا تھا؟؟؟؟

جو اس منظر سے زیادہ حیران کن تھا.........

کرڑڑڑڑ...............

زوردار کڑتی بجلی کی لال چمک میں آنکھوں کو خیرہ کردینے والا ایک منظر واضح ہواء تھا۔

آسمان پر بنتی لال دراڑکی چمکتی روشنی میں ،ہوا کے دوش سے لڑھکتے اور زمین کو سجدہ کرتے گھنے درختوں کے سائے تلے، گیلی اور چکنی مٹی کو اپنے کمزور پاؤں تلے روندتے زرد چہرہ لیے ایک لڑکا ،جس کی عمر لگ بھگ 9 سے 10سال ہوگی، اس ویرانے جنگل میں اپنے ہمراہ ایک 5 سالہ بچی کو لیے بھاگے جا رہا تھا۔

بچوں کا جسم پسینے سے شرابور تھا، سانس بری طرح پھولی ہوئی تھی ،روحیں خوف کے آہنی شکنجے میں جکڑی ہوئی تھیں اورٹانگیں تو بس اب بھاگنے سے انکاری تھیں۔

دونوں کے کپڑے گیلی مٹی میں چپڑے ہوئے تھے۔

بجلی پھر زور دار کڑکی تھی اور اس کی کڑتی لال روشنی نے واضح طور پر لڑکے کے ہاتھ میں لی ہوئی کسی لال چیز کی چمک کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کی تھی۔

ان کے دوڑتے کمزور قدموں کی آواز اس سنسان ویرانے جنگل میں چاروں اور گونج رہیں تھیں لیکن محسوس کرو اس وحشت زدہ جنگل میں صرف ان کے قدموں کی آہٹ ہی نہیں تھی کوئی تھا ان کے پیچھے..........

کیا تھا؟؟

ان کے پیچھے...........

ان کے پیچھے دو انسانی نما درندے لگے تھے۔

جن کے بھاری اور مضبوط قدموں کی آواز لمحہ بہ لمحہ انہیں اپنے قریب آتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔یعنی موت کے قریب آنے کی آواز!!

NOVEL HUT

موت کا خوف لیے اور دربدر ٹھوکریں کھاتے، اپنی جان بچانے کی غرض کو اب لڑکا بچی کو لیے جھاڑیوں کی جھنڈ کی اوٹ میں چھپ چکا تھا۔

بچی بری طرح روئے جارہی تھی اور لڑکا بھی وہ مرد نہیں تھا، بچہ تھا معصوم بچہ، ان دونوں نے تو سوچا بھی نہ تھا کہ آج کا کھیل ان کی زندگی کو اس طرح بدل دے گا۔

بچی کے منہ پر لڑکے کا چھوٹا سا ذمہ دار ہاتھ تھا جس سے وہ اس کی سیسکیاں روکنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

لڑکے کا جسم زلزلے کی زد میں تھا.........

جو اندیشہ اسے تھا اگر وہ سچ ہو گیا تو!!

"تم اگر کسی بھی مشکل میں ہوئے تو رب کو یاد کرنا وہ تمہیں کبھی اکیلا نہیں چھوڑے گا بیٹا۔۔" اپنے باپ کی کہی گئی بات نے اس کے ذہن کے دریچوں پر اچانک دستک دی۔

اللہ !۔۔ اور بے ساختہ اس لڑکے کے منہ سے شدت سے یہ لفظ ادا ہواء تھا۔

اور دَفْعَتاً لڑکے کے کندھے پر کسی کا ہاتھ پڑا تھا اور یہاں ہی صوفے پر لیٹے شخص کی جسم سے گزرتے خوف سے آنکھیں کھلی تھیں اور سینے پر بوجھ پڑا تھا۔

وہ اپنے جسم کو حرکت دینے کی کوشش کر رہا تھا لیکن بے سود۔

وہ ساکت تھا، جامد کسی پتھر کی مانند............

اس کا پورا جسم سن تھا جیسے کسی کے کنٹرول میں ہو۔

اس شخص کے جسم میں خوف کی ایک لہر دوڑ گئی۔

اس شخص نے ہمت کر کے دل میں اللہ پاک کا کلام پڑھنا شروع کیا تھا اور کچھ ہی دیر میں وہ بوجھ اس کے سینے سے ہٹ گیا تھا۔

اب وہ بلکل نارمل تھا جیسے ابھی کچھ دیر پہلے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

اسے Sleep Paralysis سلیپ پیرالیسز ہواء تھا۔

سلیپ پیرالیسز ایک ایسا پروسیس ہے ،جب آپ بستر پر سو رہے ہوتے ہیں تو ایک دم سے آپ کو فیل ہوتا ہے جیسے آپ کی چھاتی پر ایک وزنی چیز بیٹھ گئی ہو اور آپ ہل نہیں سکتے ،آپ کوشش کرتے ہیں لیکن آپ موو نہیں کر سکتے ،آپ بولنا چاہتے ہیں لیکن بول نہیں سکتے ،ہاتھ ہلانا چاہتے ہلا نہیں سکتے۔

آپ بالکل پیرالائز ہو جاتے ہو ،آپ کی حساسیات تو جاگ جاتی ہیں لیکن آپ اپنی باڈی کے کسی حصے کو موو نہیں کر سکتے ۔

لیکن یہ کچھ دیر کے لیے ہی ہوتا ہے پھر آپ ٹھیک ہو جاتے ہو ، وہ چیز آپ کے سینے سے اٹھ جاتی ہے ۔

مختلف روایات اور مذہب میں اسے ڈیمن (شیطان) سے جوڑا جاتا ہے ۔

سائکولوجیکل تعلیم کے مطابق اسے سیلیپ پیرالیسز کہا جاتا ہے ۔ اور زیادہ تر سیدھا سونا بھی سیلیپ پیرالیسز کا ذریعہ بنتا ہے۔ لیکن حقیقت میں اسے شیطانی حرکت کہتے ہیں جو آپ پر بوجھ ڈالتے ہیں جس کی وجہ سے آپ ہل نہیں سکتے ، اس میں آپ نیند اور بیداری کی حالت میں ہوتے ہیں۔.

کچھ علماء کا کہنا ہے جب نیند کے دوران روح نکلتی ہے اور پھر واپس آتی ہے تو یہ اسی کی ایک درمیانی کیفیت ہو سکتی ہے کہ روح یا تو پوری نکلی نہیں یا پوری اندر گئی نہیں، اس میں آپ نیند اور بیداری دونوں کی حالت میں ہوتے ہیں۔

NOVEL HUT

اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الۡاَنۡفُسَ حِیۡنَ مَوۡتِہَا وَ الَّتِیۡ لَمۡ تَمُتۡ فِیۡ مَنَامِہَا ۚ فَیُمۡسِکُ الَّتِیۡ قَضٰی عَلَیۡہَا الۡمَوۡتَ وَ یُرۡسِلُ الۡاُخۡرٰۤی اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ ﴿۴۲﴾

"اللہ ہی روحوں کو ان کی موت کے وقت اور جن کی موت نہیں آئی انہیں ان کی نیند کے وقت قبض کر لیتا ہے، پھر جن پر موت کا حکم لگ چکا ہے انہیں تو روک لیتا ہے اور دوسری (روحوں) کو ایک مقرر وقت تک کے لئیے چھوڑ دیتا ہے۔ غور کرنے والوں کے لئیے اس میں یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔"

[سورۃ الزمر-42]

"(روح حیوانی اور روح نفسانی :۔ روح کی دو قسمیں ہیں۔ ایک روح حیوانی جس کا تعلق دوران خون سے ہوتا ہے۔ اور یہ نیند کی حالت میں بھی جسم کے اندر موجود رہتی ہے۔ دوسری روح نفسانی یا نفس ناطقہ ہے جو نیند یا خواب کی حالت میں بدن کو چھوڑ کر سیر کرتی پھرتی ہے اور ہر طرح کے واقعات سے خواب میں ہی دوچار ہوتی رہتی ہے۔ اسی

روح کو اللہ تعالیٰ مخاطب فرماتے ہیں۔ اور اسی روح کو دوام ہے یہ روح جب بدن کو چھوڑ دیتی ہے تو انسان کے حواس خمسہ میں نمایاں کمی واقع ہوجاتی ہے۔ نیند کے دوران انسان کی قوت باصرہ، لامسہ اور ذائقہ کی کارکردگی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ قوت سامعہ بھی ماند پڑجاتی ہے۔ ہاں اگر غل غپاڑا ہو یا کوئی دوسرا آدمی سوئے ہوئے کو بلند آواز سے پکار کر جگا دے تو روح نفسانی دوبارہ اپنے جسم میں لوٹ آتی ہے۔ اس روح کو اپنے جسم سے عشق کی حد تک محبت ہوتی ہے۔ کیونکہ یہی جسم اس روح کی آرزوؤں کی تکمیل کا ذریعہ بنتا ہے۔(

[تیسیر القرآن عبدالرحمن کیلانی کی طرف سے Taiseer by abdul rehman]

"kilani

سائکولوجیکل یا کوئی بھی مذہب آپ کو اس کا پیش رفت حل نہیں بتاتے۔

ہاں لیکن اسلام ضرور بتاتا ہے ۔اس کا واحد حل یہی ہے کہ رات کو سونے سے پہلے اپنے اذکار کو مکمل کرنا چاہیے۔

رات کو سونے کے کچھ اذکار:

نماز کا وضو کر کے دائیں کروٹ سونا۔آیت الکرسی پڑھنا، اور سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھنا، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا یہ آیات تمہارے لیے ہر چیز کی حفاظت کے لیے کافی ہے۔

ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا:

"جو کوئی سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات رات کو پڑھے وہ اس کو کافی ہو جاتی ہیں۔"

[کتاب المغازی،4008]

اس شخص کو یاد آیا کہ اس نے رات کو عشاء کی نہ نماز پڑھی تھی اور نہ ہی اذکار کیا تھا۔

آہ ! اللہ.........

وہ کیسے سو گیا تھا؟؟عشاء پڑھے بغیر..........

اس کی روح بے چینی کے حصار میں جکڑی گئی تھی۔

اپنے سینے کے بائیں طرف دل پر ہاتھ رکھے اب وہ اٹھ کر بیٹھ گیا تھا اور روشنی میں اس کا چہرہ واضح ہواء تھا۔

اس کے بال نہ ہونے کے برابر تھے ایسے لگتا تھا بلکل کٹوا دیے ہو اور اب اگنا شروع ہوئے ہو، لائٹ سر پر لگنے سے سر کی ہلکی ہلکی جلد نظر آ رہی تھی ۔

اور اس کی رنگت گندمی مائل تھی، نقوش تیکھے، اونچی کھڑی مغرور ناک اور ہلکی سیاہ بڑھی ہوئی شیو تھی جو روشنی پڑھنے پر سنہری مائل چمک رہی تھی ۔جو اسے مزید پرکشش بناتی تھی۔

اب کہ اس نے آنکھیں اٹھا کر کمرے میں سامنے دیوار پر لٹکتی چکور بھوری نقش و نگار والی گھڑی پر وقت کو دیکھا تھا، جو رات کے 3:15 بجا رہی تھی۔

ایسے کرنے سے اس کی بادامی ساخت لیے آنکھوں کا رنگ واضح ہواء تھا جو کہ ہیزل تھا، سنہری، سبز اور بھورے رنگ کا امتزاج لیے وہ آنکھیں واللہ قیامت خیز تھیں۔ رنگوں کا مرکب لیے وہ آنکھیں اکثر روشنی اور تاثرات کے لحاظ سے اپنا رنگ بدلتی تھیں۔

ایسی آنکھیں جو جسے دیکھے اسے ٹھہرنے پر مجبور کر دیں۔

کیا تھا ان آنکھوں میں؟؟

بخدا اک نشیلہ سا تاثر تھا اس کی آنکھوں میں جو دیکھنے والوں کو ضرور اپنے نشے کا عادی کرتی ہونگی۔

ابرو تیر کمان کی مانند تھے۔

واللہ وہ چوڑے شانے، نشیلی آنکھوں، بھرپور مردانہ وجاہت لیے اور خوبصورت شخصیت کا حامل شخص 26 سے 27 برس کا لگتا تھا۔

اور سرگودھا شہر میں پھر آتش مراد یوسفزائی اپنی خوبصورتی، قابلیت اور غصہ و بے فکری کی وجہ سے مشہور تھا۔

یہ تہجد کا وقت تھا۔ اللہ پاک نے اسے تہجد پڑھنے کی توفیق عطاء فرمائی تھی۔

ایسی نماز جب اللہ پاک انسان کے بے حد قریب ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ مانگ میرے بندے، جو مانگنا ہے مانگ، بے شک تیرا رب ہر چیز پر قادر ہے۔

"اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ"

بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

[القران۔2:106]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"رمضان کے روزے کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والا روزہ محرم کا ہے۔ اور فرض نماز کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والی نماز رات (کے وقت تہجد) کی ہے۔"

[مسلم، مشکوٰۃ]

آتش اٹھا (اس کا قد کافی دراز تھا) صوفے کے قریب پڑے سلیپریں پاؤں گھسیڑے اور اسی کمرے میں واقع واش روم میں گھس گیا۔

NOVEL HUT

تھوڑی دیر بعد وہ باہر آیا تو اس کے منہ سے شفاف پانی کے قطرے بہہ رہے تھے اور وہ تیز نیلے رنگ کی شلوار قمیض میں ملبوس تھا۔نیلے رنگ میں اس کی رنگت دمک رہی تھی۔

قمیض کے اب وہ کف سیدھے کر کے بند کر رہا تھا۔

کمرے میں واقع شیلف کے آخری حصے میں پڑھی جائے نماز اٹھا کر اسے بچھائے اب وہ تہجد ادا کر رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد تمہیں اس کمرے میں ایک مرد کی گھٹی گھٹی سیسکیوں کی آواز سنائی دیں گی۔

کون کہتا ہے ،مرد نہیں روتا ....

بڑا ظلم ہے جی مرد کے ساتھ......کیا اس کے پاس دل نہیں.........

ہاں مرد بھی روتا ہے لیکن ہر کسی کے سامنے نہیں۔

اسے اپنی مردانگی کا بھرم بھی تو رکھنا ہے ۔

وہ روتا ہے بس اپنے ہمدرد کے سامنے،جسے اسکا اندازہ ہو کہ وہ اسے رسواء نہیں کرے گا ،وہ اسے یہ طعنے نہیں دے گا کہ مرد روتا نہیں، اس پر بھرے بازار میں اپنے زہر آلودہ لفظوں کے کوڑے نہیں برسائے گا۔

آتش مراد یوسفزائی اپنے رب کے سامنے گڑگڑا رہا تھا کیونکہ اسے یقین تھا وہ رب اسے رسوا نہیں کرے گا،وہ جو مانگے گا اسے دے گا۔

بے شک اللہ کے نزدیک مرد و عورت سب برابر ہیں۔

یا اللہ مجھے کبھی رسوا نہ کرنا.........یا اللہ میرے گناہوں کو بخش دے.........مجھے اس دنیا میں بھی عزت دینا اور آخرت میں بھی سرخرو کرنا ....یا اللہ مجھے قبر کے عذاب سے بچا لینا...........

NOVEL HUT

"یا اللہ ....یا اللہ........ "اس کی ہچکیاں بندھ رہی تھیں۔

"یا اللہ.........یا اللہ......... "کیا نہیں تھا اس آواز میں درد، امید، آس، یقین کہ وہ سن رہا ہے، ہاں وہ سن رہا ہے، ضرور سن رہا ہے۔

"یا اللہ مجھے کبھی کسی عورت کی محبت میں گرفتار نہ کرنا.......... "کمرے میں واقع ہر چیز نے آنکھیں پھاڑے ساکت ہو کر اس شخص کو سنا تھا کیا مانگ رہا تھا یہ شخص........ آخر کیا مانگ رہا تھا یہ.........

"یا اللہ پلیز مجھے پھر سے رسوا نہ کرنا، میں یہ برداشت نہیں کر پاؤں گا۔۔"

"مجھے کسی عورت کی محبت میں مبتلا نہ کرنا......یا رحیم.....یا مالک...یا رحمن...... "اب وہ سجدے میں گر گیا تھا اور اس کا جسم بری طرح ہچکولے کھا رہا تھا۔

کیا اس کی یہ دعا قبول ہوگی؟ ہونا تو وہی ہے، جو رب چاہتا ہے۔

دیکھتے ہیں یہ کہانی آتش مرادیوسفزائی کو کس موڑ لے کر جاتی ہے آخر............

اچانک اس کمرے میں ایک خوبصورت آواز کا سحر چھایا تھا۔

آتش اپنی خوبصورت دلکش آواز میں نعت پڑھ رہا تھا۔

ایسی سحر زدہ اور میٹھی آواز کہ کمرے میں واقع ہر شے پر سحر طاری ہونے لگا۔

مردانہ دلکش آواز کانوں سے دل میں سرائیت کرتے دل کو تازگی بخشنے لگی۔

کمرے کا ماحول سحر زدہ ہواء اور اس میں واقع ہر شے اس سحر کے بوجھ تلے اس شخص کے ساتھ ساتھ جھومنے لگی۔

NOVEL HUT

انتَ نورُ اللہِ فجراً

جنّتَ بعدَ العُسرِ یُسراً

ناول حتٹ

رَبّنَا اَعلَاکَ قدرٌ

یا اِمامَ الاِنبیاءِ

انتَ فی الوجدانِ حیٌ

انتَ لِلْعَیْنَیْنِ ضیء

انتَ عِنْدَ الحوضِ ریٌ

انتَ هادٍ و صفیٌ

یا حبیبی یا محمد

یا نبی سلام علیک

یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک

صلوات اللہ علیک

اَیُّهَا المُخْتَارُ فِیْنَا

زَادَنا الحبُّ حَنِیْناً

جِئتَنَا بالخیرِ دِیْناً

یا خِتَامَ الْمُرسَلِیْنَ

آتش کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ ءآنسو بہہ رہے تھے۔

میرے پیارے آقاء صلى الله عليه وسلم میں قربان جاؤں آپ پر۔میرے ماں باپ بھی قربان آپ پرپیارے آقاء صلى الله عليه وسلم ۔

کچھ وقت بعد وہ اٹھا، سیاہ لیدر کی جیکٹ پہنی اور بڑی سی شال بالکل اپنی آنکھوں جیسی اوڑھ کر باہر آگیا تھا۔

رونے کی وجہ سے اس کی آنکھوں کا نشیلہ سا تاثر بڑھ سا گیا تھا۔
وہ باہر روش سے ہوتے ہوئے گیٹ کی طرف جا رہا تھا، ملازم نے یہ دیکھتے ہوئے کمرے

میں جا کر اس کا آفس بیگ اٹھایا تھا جو اس نے پیک کر دیا تھا۔

جس میں اس کا لیپ ٹوپ اور کچھ ضروری کاروباری کاغذات تھے۔

روش سے ہوتے ہوئے اس نے ایک گہرا سانس لے کر خوشبو کو اپنے نتھوں کے

ذریعے اندر اتارا تھا۔ اس کے اندر تک تازگی سی اتر گئی۔

کچھ دیر پہلے رونما ہونے والے واقعے کا اثر زائل ہونے لگا۔

باہر ابھی بھی دھند اپنے ڈیرے مضبوطی سے جمائے ہوئی تھی۔ دھند رات کی نسبت

اب کچھ زیادہ تھی۔ صبح کے 3:45 بج رہے تھے، ابھی فجر کی آذانیں نہیں ہوئی تھیں۔

گلاب کے پھولوں کا باغ اپنے خوبصورت مالک کو دیکھ کر مسرور ہوا تھا۔

اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نے چپکے سے گلاب کے پھولوں کے ساتھ شرارت کی تھی اور اس پر پڑے سفید موتیوں کو گراتی، اسے لہلہاتے اور رازدانہ انداز میں کوئی سرگوشی کرتی وہ فرار ہوگئی تھی۔

اور پیچھے گلاب کے پھولوں نے اس راز کے بوجھ تلے منہ پر ہاتھ رکھتے حیرت سے اپنے مالک کو

دیکھا تھا۔

جو راز وہ ہوائیں ان کے گوش گزار کر گئی تھی وہ بوجھ تھا ان پر، نرا بوجھ......

وقت سے پہلے رازوں سے آگاہی بوجھ ہے روح پر، دل پر، جسم پر۔

لیکن وہ راز ان کے پاس امانت تھا، گلاب کے پھولوں نے اپنے مالک سے نظریں چراتے اس راز کا چرچا کیے بغیر چپکے سے اسے اپنے سینے میں کئی دفن کر دیا۔

اس راز سے وقت سے پہلے پردہ اٹھانا کہانی کے ساتھ خیانت کی مانند تھا۔

کچھ رازوں کا تقاضہ ہوتا ہے کہ انہیں وقت پر ہی کھلنا چاہیے ورنہ اگر تو وہ خیر کے لیے بھی ہیں تو

وقت سے پہلے کھلنا پھر شر ہے ،تباہی ہے، بربادی ہے ، اجاڑ ہے، خرابی ہے ۔

اس پراسرار راز سے انجان اور بے فکر آتش مراد کے قدم گیٹ کی جانب تھے۔

کیا واقعی وہ اس راز سے انجان تھا؟؟

اور گیٹ کے پاس گاڑی کے ساتھ وہی رات والا سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس کریم کلر کی چادر اوڑھے میران شاہ (اس کا سیکرٹری کم دوست زیادہ) کھڑا تھا جس کے نقوش خوبصورت تو نہیں لیکن پر کشش تھے۔

NOVEL HUT

رنگ سانولا، آنکھیں بھوری، ستواں ناک، داڑھی بڑھی ہوئی، آنکھوں کے نیچے گہرے حلقے تھے جو بے خوابی کا روگ سجائے ہوئے تھے، ہونٹوں کا رنگ سیاہ تھا جو سگریٹ نوشی کی زیادتی کا منہ بولتا ثبوت تھے، بالوں کی لمبائی زیادہ تھی جو بھورے اور گھنگریالے تھے، لیکن چہرے پر ایک رعب سا تھا جو اسے سننے اور دیکھنے پر مجبور کرتا تھا، اس کا حلیہ گاؤں کے وڈیروں جیسا تھا۔

میران شاہ، آتش مراد یوسفزائی (اپنے بوس کم دوست زیادہ) کی روٹین سے واقف تھا۔پتا تھا وہ اس وقت باہر نکلتا ہے ضرور جب وہ جہاں زمین کے معاملات دیکھنے آتا ہے۔

"ہاں او شہزادے! پھر کیسی نیند آئی رات کو۔۔" آتش نے اس کے قریب آتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا تھا۔اس کی آواز میں حد سے زیادہ بھاری پن تھا۔

NOVEL HUT

خوبصورت آواز، خمار لیے بھاری آواز، وہ جب بولتا تھا تو محسوس ہوتا فضاء نے اس نیند میں ڈوبی آواز کے بوجھ تلے شرمیلی مسکراہٹ لیے اس آواز کی موجوں کو خود میں سے گزارا ہو۔

جیسے شرف حاصل کیا ہو........

دونوں کے قد میں کچھ انچ کا ہی فاصلہ تھا۔

"یہ دنیا کہاں سکون کی نیند سونے دیتی ہے میران شاہ کو۔" میران کی آواز میں صدیوں کی تھکن اور بے بسی سی تھی۔آہ! آخر کب ہو گی اسے سکون کی نیند نصیب........

آتش مراد نے ایک گہرا سانس ہوا کے سپرد کیا، اچھی طرح جانتا تھا کیوں یہ دنیا اسے سکون کی نیند سونے نہیں دیتی۔

"بھول جا اسے ۔" آتش کے لہجے میں درد تھا ۔دوست کی تکلیف کا درد ۔

"کچھ واقعات نہیں بھلائے جا سکتے بوس۔ان کا یاد آنا بھی زندگی پر وبال ہوتا ہے اور بھول جانا بھی ممکن نہیں ہوتا......" لہجہ کرب زدہ سا تھا میران شاہ کا۔

"اللہ تمہاری ہر مشکل آسان کرے۔"گہرہ سانس لے کر آتش نے دل سے اسے دعا دی۔

"آمین۔"مقابل نے بھی دل وجان سے یہ عا قبول کی تھی۔

"اب سے تم یوسفزائی پیلس میں ہی رہو گے۔"آتش نے اٹل لہجے میں کہا تھا۔

"لیکن میں وہاں کیسے........"میران نے بوکھلاتے ہوئے اضطرابی کیفیت میں کہا تھا۔

اسے یاد تھی اپنی تذلیل جو وہاں کے باسیوں کی طرف سے اس کی آخری بار ہوئی تھی(یہ قصہ بعد میں آپ کے پیش نظر کیا جائے گا) لیکن آتش کو اندازہ نہ تھا۔عزت پہلے تھی لیکن دوست عزت سے بڑھ کر عزیز تھا۔

پتہ تھاجو بات آتش کے منہ سے نکل گئی وہ پتھر پر لکیر کی مانند تھی،دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے اس بات کو پوری ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا(سوائے اللہ پاک کے)۔

"کیا مطلب کیسے؟؟"آتش نے بھنوئیں سکیڑے سوالیہ انداز میں پوچھا۔شاہد نہیں یقینا مقابل کو اس کی بات پسند نہیں آئی تھی۔

"وہ میں یعنی........"لیکن میران کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی مقابل اپنے ہاتھ کو لعنت کی طرح اٹھاتا اسے روک چکا تھا۔(بلکل کوکیلہ آنٹی کی طرح، لیکن گوپی بہوں کی جگہ ہمارا بیچارہ میران شاہ تھا جو صبر کے گھونٹ بھر کر رہ گیا تھا مطلب بندے کو بات تو پوری کرنے دیتے ہیں نہ، گٹس نام کی کوئی چیز ہی نہیں تھی مقابل میں.........ہونہہ بے پرواہ آدمی........)

"میں نے کہہ دیا نہ تم وہی رہو گے آج سے بس بات ختم............کل والے حملے سے تم بچ گئے ہو تو ضروری نہیں کہ آگے بھی ایسا ہی کچھ ہو۔ تمہیں یہاں چھوڑنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔

میرا دشمن اسی طاق میں ہے مجھ سے جوڑے رشتوں کو تکلیف پہنچا سکے۔ لیکن وہ یہ جانتا نہیں ہے مقابل بھی آتش مرادیوسفزائی ہے جو ایسی اوچھی حرکت کرنے والے کو پاتال سے بھی ڈھونڈ نکالے گا۔ اور ایسا حشر کروں گا کہ کمینے کو سات نسلوں کے لیے عبرت کا نشان بناؤں گا.........." آتش کی آنکھوں سے شرارے پھوٹ رہے تھے جو کھلم کھلا سب کچھ تباہ کرنے کا اعلان دیتے تھے۔

بائیں آنکھ سے دائیں سر کے حصے کو جاتی سامنے کی رگ بری طرح پھڑپھڑا رہی تھی جو اس کے غصے کا پتہ دیتی تھی۔

آتش اس حملے کی بابت بات کر رہا تھا، جو کل فارم ہاوس میں اس کی غیر موجودگی میں گاڑیوں پر اس کے کسی نا معلوم دشمن کی جانب سے ہواء تھا۔

میران شاہ فارم ہاوس میں ہی تھا جس نے جوابی کاروائی کی تھی لیکن حملہ گروہ فرار ہو چکا تھا۔

میران شاہ اسی فارم ہاوس میں رہائش پذیر تھا لیکن آتش اس حملے کی بعد اب اسے یہاں رہنے نہیں دینا چاہتا تھا۔

گارڈ کی بھاری نفری اس نے رات کو ہی بلا لی تھی اور آفس مینیجر اور کچھ آفیسر کو بھی بلا لیا تھا جو اس معاملے کی پڑتال کرنے والے تھے۔

اور آفس مینیجر میران کی جگہ یہاں کے معاملات سنبھالنے والا تھا اب۔ وہ اپنے جگری یار میران کی زندگی پر کوئی رسک نہیں لے سکتا تھا۔

"لیکن بوس تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ تم سے جڑے رشتوں کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے، ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہتا ہو؟؟؟"میران نے آتش کی بات کو سمجھتے ہوئے ایک سمجھدرانہ سوال دھرا تھا جو اسے کھٹکا تھا۔

"اونہوں........"آتش نے ہاتھوں کو اوپر اٹھا کر نفی میں سر کو دائیں بائیں ہلایا تھا جیسے اس نے میران کی کی گئی نشاندہی کو رد کیا ہو۔

"دیکھو اگر وہ جہاں میرے فارم ہاوس تک پہنچ سکتا ہے تو یقینا اسے میرے متعلق کافی معلومات حاصل ہونگی، میری روٹین کا بھی اندازہ ہو گا آج کل کسی کی بھی روٹین کے بارے میں معلومات نکلوانا کوئی مشکل کام نہیں ہے ،دو کڑکتے نوٹ پھینکو، اگلا (لالچی) بندہ کتے کی طرح دم ہلاتے آپ کا تابع ہوگا......"آتش نے سنجیدگی سے کہتے آخر میں

حقارت بھری نظروں سے پاس کھڑی گارڈکی بھاری نفری کو تکا تھا جو کہ اپنے کام میں مصروف کسی بت کی مانند کھڑے تھے۔

لیکن کوئی تھا جس نے آتش کے دیکھتے گڑبڑاتے ہوئے نظروں کا زاویہ بدلا تھا۔

آتش نے بخوبی اس گارڈکے گڑبڑانے کو محسوس کیا تھا اور قہر برساتی نظروں سے مقابل کو گھورا تھا،یہ وہ نظرنہ تھی جس سے وہ میران کو دیکھ رہا تھا،میران کو دیکھتے ہوئے اس کی آنکھوں میں نرمی تھی لیکن اس گارڈکو دیکھتے اب وہ نرمی مفقود تھی وہاں اب ناپسندیدگی اور کراہت کا عنصر نمایاں تھا،کہا تھانہ انسان مختلف ہے ہر آئینے کے سامنے اس کی اوقات اور میعار کے مطابق.........

آتش کے مسلسل کسی کو گھورتے دیکھ میران نے اس کی نظروں کے زاویئے میں دیکھا تھا جہاں کو ئی گارڈکھڑا تھا جو اپنی بوکھلاہٹ پر قابو پانے کی تگ ودو میں لگتا تھا۔

"کیا تمہیں اس پر شک ہے؟؟"میران نے گلا کھنکھارتے آتش کو متوجہ کیا تھا اور آنکھ سے اس گارڈ کی طرف اشارہ کرتے اس نے اس کی تصدیق چاہی تھی۔

"بھید آتش مرادیوسفزائی کے دل پر بغیر دستک دیئے کھلتے ہیں۔۔میرے دماغ میں شک کی نہیں،یقین کی حس پھڑکتی ہے۔۔مجھے شک نہیں یقین ہے یہی ہے وہ بدذات، نمک حرام۔۔تمہیں بہترپتہ ہے کہ اب کیا کرنا ہے اس کے ساتھ تمہیں۔۔غدار کی اپنے قریب موجودگی آتش مرادیوسفزائی کے دل پر بوجھ کی مانند ہیں اور آتش مراد اپنے دل پر بوجھ برداشت نہیں کرتا۔۔"آتش نے سرخ آنکھیں لیے سرد تپش لیے لہجہ میں کہا ....چٹانوں جیسا لہجہ خون منجمد کردینے والا تھا۔

میران نے جوش میں سر کو ہلایا تھا جیسے دوسروں کی درگت بنانا اس کے نزدیک ثواب کا کام تھا۔

NOVEL HUT

(مقابل کا کہنا تھا اگر میں ایک ہفتے میں ایک بار اپنے ہاتھوں کو خاطر استعمال نہ لاؤں اس ثواب کے کام واسطے تو میرے پیارے ہاتھ (کیپٹن ننجا کی رائے کے متعلق فولادی ہاتھ ،اس "کیپٹن ننجا" کا تعارف بھی بہت جلد ہو گا) مجھ سے روٹھ جاتے ہیں جیسے محبوب "میران" نے عاشق "فولادی ہاتھوں کو"کو اس کی پسندیدہ چیز"کسی کی درگت بنانے کا" دلانے کا شرف نہ بخشا ہو۔)

"اس نمک حرام نے اسے (حملہ گروہ) کو بتایا ہو گا کہ میں یہاں سے نکل گیا ہوں،تو موقع کو غنیمت جانتے انھوں نے فارم ہاؤس کے اندر جا کر حملہ نہیں کیا حالانکہ سیکیورٹی کی نظام اتنا اچھا بھی نہیں تھا وہ اندر جاسکتے تھے لیکن انھوں نے صرف گاڑیوں پر حملہ کیا۔۔جو کسی اور ہی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے.........."آتش نے نہایت سنجیدگی سے کہا جیسے اپنے عقل کے گھوڑے دوڑاتا اس بات کی جانچ پڑتال وہ پہلے ہی کر چکا تھا۔

"یعنی وہ تمہیں کوئی وارننگ دینا چاہتے تھے........" میران نے معاملے کی سنگینی کو سمجھتے ہوئے قیاس لگایا تھا، ایسی باتیں اکثر اس کی عقل کے اوپر سے گزرتی تھیں۔

"ہمم........" کسی خیال کے بھنور میں کھوتے آتش نے اپنی قمیض کی دائیں سائیڈ بنی جیب میں ہاتھ ڈالتے کسی چیز کی موجودگی کو بھانپا تھا اور اس چیز کی موجودگی کو محسوس کرتے اس نے آنکھیں موندے فضاء میں گہرا سانس بھرا تھا جیسے اپنے اندر اٹھتے ہوئے ابال کو اس نے باہر کی راہ دکھائی ہو۔

آہہہ!! بھید ہمیشہ اس کے دل پر بغیر دستک دیئے کھلتے تھے............

کوئی آتش مراد سے پوچھتا کہ اس زندگی میں سب سے زیادہ اذیت ناک کیا ہے تو وہ بلا جھجک کہہ دیتا وہ بھید جو ٹوٹی ہوئی کڑیوں کی طرح اس کے دل پر بغیر دستک دیئے کھلتے تھے، جو اسے بے چین کیے دیتے تھے، اس کے دل کو اذیت بھری آہنی شکنجے میں جکڑے ہوئے تھے۔

"اپنے سامان کو یوسفزائی پیلس میں شفٹ کروا دو۔۔" اس اذیت بھرے حصار کو جھٹکتے اس نے توپوں کا رخ پھر سے میران کی جانب کیا تھا۔

"لیکن ضروری تو نہیں کہ میں وہاں محفوظ رہوں؟؟" وہ تو لیچی کی طرح اپنی بات کو چپکا ہواء تھا۔

اگر مقابل بے پرواہ تھا تو وہ بیچارہ بھی ڈھیٹ واقع ہواء تھا۔

میران نے اس بات کا ذکر دوبارہ نہیں کیا مقابل کے بات کو گھمانے پر وہ جان گیا تھا اب وہ اس بات پر بحث نہیں کرنا چاہتا۔

"واٹ ایور!! جو ہو گا دیکھا جائے گا۔" آتش بھی اپنے ازلی بے پرواہ لہجے کو اپناتا مقابل کو جلتے توے پر بیٹھا چکا تھا۔

NOVEL HUT

میران شاہ کا دل کیا تھا اس بے پرواہ بندے کو 21 نہیں 5 توپوں کی سلامی دے بچارے کا بجٹ ہی اتنا تھا.........ہک ہاہ بندہ جھگ مار لے غریب نہ ہو، دوستوں کو ان کی حیثیت کے مطابق تحسین ہی نہ پیش کر سکیں........ہونہہ.....بیچارہ..........

"بوسسس !!! تم ہمیشہ یہی کرتے ہو، اپنی بات منواتے ہو ہمیشہ.........." میران نے منہ بسوڑتے خفگی سے کہا تھا۔

"تو.......... جاگتی روح !!" آتش نے ابرو اچکاتے حق سے پوچھا تھا۔ اور میران شاہ ہنس دیا تھا آتش کے حق جتلاتے انداز پر۔

"تو صدقہ دیا کرو، چراغ لے کر بھی ڈھونڈو گے نہ تو مجھ جیسا پیارا دوست نہیں ملے گا۔۔" میران نے سینہ چوڑا کرتے، سینے پے ہی بائیں طرف دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے تھوڑا سا جھکتے ہوئے فخر سے کہا تھا۔

بس اپنی قمیض کے کندھے سے نادیدہ گرد جھاڑنا رہے گیا تھا مقابل کا۔

"شاہد تم بیچارہ دوست کہنا چاہ رہے ہو۔۔" آتش نے مسکراتے ہوئے اس کی گردن کو بازوؤں کے حلقے میں لیا تھا۔

آہہہہ!!!! میران کراہ اٹھا تھا۔

مقابل کے پیار کرنے کے انوکھے سے طریقے پر۔۔ اور پھر بازوؤں کو اس کے گرد باندھتے وہ شدت سے اس سے لپٹ گیا تھا۔۔

میران شاہ نے تمام معاملے پر قبر کی مٹی پھیکتے خود کو اللہ کے سپرد کر دیا تھا، بے شک جو ہونا تھا اس کی مرضی سے ہی ہونا تھا۔ اور دوست کو بھی نہیں ٹال سکتا تھا۔

"بے شک ایک بہترین دوست اگر آپ کے پہلو میں ہے تو وہ رب کی طرف سے دی گئی نعمت سے کم نہیں ہے، ایک فکر کرنے والا دوست لاجواب نعمت کی مانند ہے تمہارے لیے۔ اور میران شاہ اس نعمت سے مالامال تھا۔"

"چل اب بہت ہو گیا لاڈ جاگتی روح۔۔(Captain Ninja) کپٹن ننجا کو پتا لگا نہ تو اس کی حالت قابل دید ہوگی۔۔۔" کپٹن ننجا کے ذکر پر میران کا قہقہ بے ساختہ تھا، مقابل کی حالت سوچتے اسے پہلے ہی اندر اندر گد گدی ہونے لگی تھی۔

آتش مسکراتے ہوئے کہتا اس سے علیحدہ ہواء اور اس کے کندھے کو تھپکتے وہ گاڑی کی پسنجر سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔

میران شاہ نے ملازم سے آفس بیگ لیتے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر دھرا تھا اور خود آگے بڑھتے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر اس نے اگنیشن میں چابی گھمائی تو سرد پڑتی گاڑی میں زندگی دوڑ گئی۔

اور پیچھے کھڑی گاڑیاں بھی اس گاڑی کے نقش قدم پر چلی تھیں۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آتش اور میران دونوں یونی کے دوست تھے ، نہیں ۔۔ نہیں ۔۔دو نہیں تین ،تیسرے کا تعارف کہانی میں آگے جا کر ہو گا۔یہ تکون بہت مضبوط تھا۔ ایسا یارریارانہ کہ دیکھ کر تمہارا بھی دل کرے ان کی نظر اتارنے کا۔

ہاں تینوں میں خون کا رشتہ نہ تھا لیکن محبت خونی رشتوں سے بڑھ کر تھی۔

کسی ایک کی تکلیف میں دو پہلی فرصت میں اس کے پاس موجود ہوتے۔وقت کی تلخیوں کو تینوں نے برابر سہا تھا۔۔

اور جب تین غم کے مارے اکٹھے ہوں تو ضرور ان کے جیسا ہی تکون ہی بنے گا جو ہمیشہ ایک دوسرے کے لیے مرہم بنے۔

ان تینوں کا رشتہ ان تین درختوں کی مانند تھا جن کی جڑیں آپس میں ملی ہوئی تھیں، اگر ایک کی بھی جڑ کاٹ دے ،تو صرف ایک کو نہیں تینوں کو برابر نقصان ہو گا ۔

تینوں گل سڑ جائے گے۔۔

یعنی تینوں برابر اس رشتے کو قائم رکھنے کے لیے اپنا اپنا حصہ ڈال رہے تھے۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

NOVEL HUT

FROM NOVEL-HUT

If you are a writer and confused about where to publish your novel , no worries . novel - hut is here.

to publish your contact us on instagram : novel_hut_ .

Enjoy reading !

NOVEL HUT

بحر حال گاڑیاں کچے راستوں پر دھول اڑھاتی اپنی منزل کی جانب رواں تھیں۔

ان گنوں کے کھیت اور کینو کے پے در پے لگے درختوں کے بوجھ کو اپنے سینے پر لادے ،انہیں نشو ونما دیتیں ان سر زمینوں کو خیر آباد کہتیں وہ گاڑیاں اب بائے پاس روڈ پر آچکی تھیں۔

اچانک گاڑیوں کے ٹائیر کی چرچرانے کی آواز نے اس خاموش دھند بھری صبح میں ارتعاش پیدا کیا تھا۔ روڈ پر اکا دکا ہی گاڑیاں تھیں جو اپنی منزل کو زوروشور سے رواں دواں تھیں۔

گاڑیاں ایک سفید عمارت کے سامنے رکیں تھیں۔

آتش مراد نے گاڑی سے باہر نکل کر اپنی چمکتی نشیلی آنکھوں سے اس سفید عمارت کو دیکھا تھا۔ اب وہ آگے بڑھا تھا، اس کے ساتھ ہی میران شاہ نے بھی اپنے قدم بڑھائے تھے۔

جس گیٹ سے وہ اندر داخل ہوئے تھے، اسی گیٹ کے اوپر بورڈ پر بڑے تلفظ میں "المدنی مدرسہ سینٹر "لکھا ہواء نظر آیا تھا۔

اندر داخل ہوتے ہی دائیں جانب سفید گنبد والی ایک بڑی سی خوبصورت مسجد تھی اور بائیں جانب لائین وار کمرے تھےیقینا اس سنٹر میں بچے رہائش پذیر بھی تھے اور سامنے ہی بچوں کی تفریح کے لیے پلے گراونڈ بھی تھا۔

مدرسے میں تھوڑی رونق تھی کیونکہ فجر کی آذان ہونے میں کچھ ہی وقت رہ گیا تھا۔

سفید مستطیل شکل کے پتھروں کی روش سے گزرتے ہوئے آتش کو گھٹی گھٹی سسکیوں کی آواز سنائی دی تھی۔آتش نے پیچھے مڑ کر میران کو دیکھا تو مقابل نے کندھے اچکا دیے جیسے کہہ رہا ہو۔

"میں تو نہیں ہوں یار۔۔"

آتش نے بھی نفی میں سر ہلا کر آگے چہرہ کر لیا جیسے کہہ رہا ہو"تو نہیں سدھرے گا۔۔"

آتش آواز کی تعاقب میں ہو لیا اور میران مسجد کی طرف چل دیا۔

"اسے لوگوں کے قصے سننے کی چاہ نہیں تھی،اس کے اپنے قصے کم تھے کیا؟آہ !بیچارہ۔۔"

آتش تھوڑا آگے گیا تو اسے برگر کے درخت کے پیچھے ایک 14 سے 15 سالہ لڑکا نظر آیا۔

NOVEL HUT

جو اس ٹھنڈ میں زمین پر بیٹھے اپنی سسکیوں کو روکنے کے لیے زمین پر اپنے ہاتھوں کے بنائے مکے برسا رہا تھا اور گردن کے گرد بچھی رگیں ابھری ہوئی معلوم ہوتیں تھیں۔

وہ بے بسی کی انتہا کو چھوتا ہواء مجسمہ لگتا تھا۔

جو اپنے اندر اٹھتے ہوئے ابال کو ختم کرنے کی تگ ودو میں تھا۔

اچانک اپنے قریب قدموں کی آواز کو محسوس کرتے لڑکے نے چونک کر سر اٹھایا۔

اپنے سامنے آتش کو دیکھ کر اس کے چہرے پر سایہ سا لہرایا تھا۔

وہ آتش کو اچھی طرح جانتا تھا، وہ کیا اس مدرسے کا بچہ بچہ آتش کو جانتا تھا۔

آخر وہی تو اس مدرسے کا آرگنائزر تھا۔

آتش نے ہاتھ اس کے آگے بڑھایا۔ لڑکے کو گہری شرمندگی نے اپنے حصار میں لیا۔

آہ! وہ کسی کے آنے کی امید نہیں رکھتا تھا۔

لیکن رعب تھا یا کیا وہ اس ہاتھ کو جھٹک نہ سکا اور اپنا ہاتھ آتش کے ہاتھ میں دے دیا۔

اس کے ہاتھ ٹھنڈے یخ تھے، آنکھیں سرخ ،کندھے اندیکھے بوجھ تلے دبے ہوئے اور جسم بھی ہولے ہولے کپکپا رہا تھا،آتش کو تشویش ہوئی لیکن ظاہر نہ کیا۔ "آہ ! بے پرواہ کے ٹائٹل سے مشہور جو تھا۔۔ بھرم بھی تو رکھنا تھا نہ۔۔۔"

تھوڑی دیر بعد آتش اور وہ لڑکا پلے گراونڈ میں رکھے ایک بنچ پر بیٹھے تھے۔

ایک خاموشی تھی جو ان کے درمیان تھی اور کوئی بھی اس خاموشی کو توڑنے کے حق میں نہیں تھا۔

NOVEL HUT

آخر کار اس لڑکے نے ہی ہمت کر کے بات کا آغاز کیا تھا۔ "آتش صاحب تو شام تک بیٹھ سکتے تھے آخر ایکسٹروورٹ صاحب کو بات کرنے کا موقع جو ملا تھا بشرطیکہ بات کا آغاز وہ لڑکا ہی کرتا۔۔آہ ! لاڈ صاحب کے ٹشن۔۔"

دھند کے گھیرے میں قید پلے گروانڈ میں لگی واحد ایلیڈی بلب کی مدھم روشنی میں اس کی آنکھیں بھورے رنگ کا تاثر دیتی تھیں ایسے جیسے خزاں میں سفید بلوط کے بھورے پتوں سے جھانکتا ہواء چاند۔

"کیا آپ یہ بات عابد صاحب کو بتا دیں گے۔۔"لڑکے کی آواز میں خوف تھا اپنے پکڑے جانے کا۔

"نہیں اگر تم مجھے اپنے اعتماد میں لے لو۔۔" لڑکے کی آواز میں جتنا خوف تھا آتش کی آواز میں اتنا ہی سکون پنہاں تھا۔

"اور میں کیسے لوں آپ کو اپنے اعتماد میں۔۔؟"ایک معصومانہ اور الجھن بھرا سوال۔

"مجھے اپنا ہم راز بنا کر۔۔"ایک معصومانہ مسکراہٹ کے ساتھ ہی جواب دیا گیا۔

"آہ ! شاہد نہیں یقینا مقابل اپنی باتوں سے ہی دوسروں کو دن میں تارے دیکھانے کا فن جانتا تھا۔جو اسے خود کو رازدار بنانے کا کہہ رہا تھا۔۔ہائے ! ! کوئی اسے اخلاق سکھائے کہ ایسے کسی کا راز نہیں پوچھتے لیکن وہ تو آتش مرادیوسفزائی تھا نہ ہر الٹے کام کو سرانجام دینے والا بے پرواہ آدمی۔۔"

"اور میں کیسے آپ پر یقین کر لوں کہ آپ میرے راز کو افشاں نہیں کریں گے۔۔"ایک سمجھدرانہ سوال۔۔

آتش مرادیوسفزائی کے لیے دوسروں کے رازوں کو افشاں کرنا لعنت کے مترادف ہے۔"اور آتش مرادیوسفزائی اپنے بخت میں لعنت لکھوا کر نہیں لایا۔۔"کیا جواب تھا جس نے لڑکے کو پوری طرح مطمئن کیا تھا۔کوئی باتوں سے دوسروں کو تابع کرنا اس سے سیکھے۔۔

"جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔"ایک خالص تنبیہ کی گئی آتش کی طرف سے۔

لڑکا اب بلکل مطمئن ہوچکا تھایعنی اگر وہ جھوٹ کا ارادہ رکھتا بھی تھا تو اب نہیں ۔جھوٹے لوگ تو اکثر اضطراب کی کیفیت میں ہی بتلا رہتے ہیں۔

"اپنے آپ سے جنگ لڑ رہا ہوں ۔" اس ٹھنڈ بھری صبح میں ہڈیوں کو تھر تھرا دینے والی لڑکے کی آواز سنائی دی تھی۔اس لڑکے کے اردگرد سب چیزوں نے سانس روکے اس لڑکے کو سنا تھایہاں تک کہ آتش نے بھی۔۔۔

"ہر روزانہ رات کو خود کو ، اللہ کو یقین دلا کر سوتا ہوں ۔ نفس کی بری باتوں سے لڑ کر سوتا ہوں ۔شیطان کے وسوسوں کو جھٹلا کر سوتا ہوں۔ لیکن اگلے دن پھر کوئی نیا وسوسہ جاگ اٹھتا ہے میرے دل میں ۔ میں ڈر جاتا ہوں آتش بھائی بہت زیادہ ۔۔کہ۔کہ کہیں میرا ایمان نہ خراب ہو جائے کہ۔۔کہیں۔۔" لڑکا شدت جذبات کی وجہ سے بری طرح کانپ رہا تھااور حلق میں اٹکتے آنسوؤں کی چبھن کے باعث اسے بولنے میں دقت ہو رہی تھی۔

آتش نے آنکھیں موند لیں۔

"آخر یہ تو ہر انسان کے ساتھ ہوتا ہے ۔۔ایسے ہی تو نہیں کہا گیا" کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔" اور اپنے نفس سے لڑنا ،اسے جہاد کہا گیا ہے۔

اور اسلام میں سب سے بڑی جنگ و جہاد ہی نفس کے خلاف ،بری خواہشات اور برے خیالات کے خلاف لڑنا ہے۔"

"مجھے بہت ڈر لگتا ہے آتش بھائی۔۔بہت زیادہ۔۔" اپنے آپ پر بس کھوتا وہ لڑکا بری طرح رو دیا تھا۔

آتش نے آگے بڑھ کر اپنے جیکٹ میں رکھے ہاتھوں کو لڑکے کے سرد پڑتے ہاتھوں پر رکھے تھے۔ لڑکے نے آتش کی طرف دیکھا اور ٹھہر کر ان آنکھوں میں کچھ تھا ، لڑکا تھم گیا، آنسو آنا بند ہوئے۔ان آنکھوں میں ایک امید، ایک آس تھی۔

NOVEL HUT

آتش نے کہنا شروع کیا ۔۔

لڑکا سانس روکے آتش کو سنے گیا۔دھندمیں لپٹی اس صبح کو گویا ہر جانب سحر کی پر اسرار سی فضاء تحلیل ہونے لگي ۔ لڑکا اس آواز کے سحر میں کھونے لگا۔

لڑکے نے ان الفاظوں کے سحر تلے اپنے کندھوں سے ان دیکھے بوجھ کو سرکتے ہوئے محسوس کیا۔

"اسے نفس کا جہاد بھی کہا جاتا ہے۔ جہاد بالنفس بندۂ مومن کے لیے نفسانی خواہشات سے مسلسل اور صبر آزما جنگ کا نام ہے۔ یہ وہ مسلسل عمل ہے جو انسان کی پوری زندگی کے ایک ایک لمحے پر محیط ہے۔ شیطان براہ راست انسان پر حملہ آور ہوتا ہے۔

اگر نفس کو مطیع کر لیا جائے اور اس کا تزکیہ ہو جائے تو انسان شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔"نہایت متانت اور وثوق کے ساتھ جواب دیا گیا۔

NOVEL HUT

"شیطان اور نفس میں کیا فرق ہے ؟؟ آتش بھائی۔۔" نہایت الجھن بھرا سوال۔

"شیطان اور نفس دونوں ہمارے دشمن ہیں،مگر دونوں کے مقاصد الگ الگ ہیں۔شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

لیکن اس سے بڑھ کر انسان کا دشمن اس کا اپنا نفس ہے،اس کے مکروفریب شیطان سے کہی زیادہ ہیں۔

نفس کا مقصد لذتوں سے لطف اندوز ہونا ہے ،چاہے وہ جائز ہو یا ناجائز،اور شیطان کا مقصد یہ نہیں ،یہ انسان کو اس لیے لذتومیں ڈالتا ہے کہ وہ اسے ایمان سے ہی محروم کر دے۔

اس لیے اگر ہم اس کے ایک ڈالے گئے خیال کو جھٹلا دیں تو وہ دوسرا خیال دل میں ڈال دیتا ہے۔"

"کیا اس کی سزا ہے؟؟" خوف میں ڈوبی آواز۔

"ایک مسلمان کے لیے اس کی کوئی سزا نہیں ہے۔ بچے! کیونکہ یہ وسوسے شیطان یا اس کے اپنے نفس کی طرف سے ہوتے ہیں۔

ہاں تب تک جب تک آپ اسے بولے نہیں یا اس پر عمل نہ کرے۔

صرف اسے دل تک رکھے اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ آپ کے دل میں کیا چل رہا ہے۔

ہاں لیکن ہمیں اللہ پاک کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ ان خیالات کی مزاحمت کرو اور اگر مزاحمت کرنے میں کوتائی ہوئی تو ضرور اس غفلت کی سزا ہو گی۔" زیادہ الفاظوں کے بوجھ تلے آتش کا تنفس پھول سا گیا تھا۔

"ہم کیسے اس سے بچ سکتے ہیں۔ آتش بھائی؟؟" سمجھدرانہ سوال۔

آتش نے اپنے دونوں ٹانگیں اوپر کر لیں تھیں اور بنچ پر چوکڑی مار کر بیٹھ چکا تھا۔

لڑکے نے بھی یہ دیکھتے یہی پوزیشن اختیار کی تھی۔ ہاں یہ آرادہ تھا۔

"ہمم۔۔اس سے نجات دو چیزوں سے ہو سکتی ہے۔" فضاؤں نے رخ کوآتش کی طرف موڑا اور ان الفاظوں کو اپنے اندر جزب کرنا شروع کیا۔

"اول جب تمہارے دل میں شیطان کوئی وسوسہ ڈالے تو تمہیں چاہیے اللہ پاک کی پناہ طلب کرو اس شیطان مردود کے شر سے۔"

وَ اِمَّا يَنۡزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۳۶﴾

[سورہ فصلت: 36]

"اور (اے بندۂ مومن!) اگر شیطان کی وسوسہ اندازی سے تمہیں کوئی وسوسہ آجائے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کر، بے شک وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔"

﴿ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴾

NOVEL HUT

[الأعراف: 200]

"اور اگر شیطان کی طرف سے تمہارے دل میں کسی طرح کا وسوسہ پیدا ہو تو خدا سے پناہ مانگو۔ بے شک وہ سننے والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے۔"

﴿ إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ ﴾

[الأعراف: 201]

"جو لوگ پرہیزگار ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو چونک پڑتے ہیں اور (دل کی آنکھیں کھول کر) دیکھنے لگتے ہیں۔"

"دوسرا یہ کہ اپنے دل کو نظر انداز کر دو اور ان (وسوسے) کی پرواہ نہ کرو گویا ان کا کوئی وجود ہی نہیں اس طرح یہ تکلیف دینے والے وسوسے تم سے دور ہو جائیں گے۔"

"اور کیا اللہ ان سب کے لیے معاف کر دے گا۔ آتش بھائی؟؟؟"

آتش نے اس لڑکے کی آنکھوں میں دیکھا جہاں خوف تھا۔

آتش کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھواء۔ایک تسلی بخش مسکراہٹ نے۔۔

اور آتش نے اپنا سرہاں میں ہلا دیا۔۔

لڑکے کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے اور یہ آنسوں خوشی کے تھے۔۔

اطمینان کے تھے۔۔ اس کا اللہ ۔۔۔ہم سب کا اللہ کتنا رحیم ہے نہ۔۔۔بے شک۔۔

﴿ قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴾

[الزمر: 53]

"(اے پیغمبر میری طرف سے لوگوں کو) کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔ خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ (اور) وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔"

"اب جب تمہیں وسوسہ آنے لگے تو اللہ کی پناہ طلب کرنا اور خود پر کنٹرول کرنا، اللہ کو یاد کرنا، نیک کام کرنا۔ اور خود کو اللہ کی عبادت کی طرف مشغول کرنا۔

میرے بچے جس طرح جسم کو غذاء کی ضرورت ہوتی ہے نہ اسی طرح روح کو بھی غذاء کی ضرورت ہوتی ہے۔

اور اس نفس کو جھٹلا کر اور مات دے کر ہی ہم روح کو اس کی غذاء مہیا کرتے ہیں۔ بس صبر کے ساتھ اس نفس اور وسوسوں کو مات دیتے رہنا۔" آتش نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے نصیحت دی تھی۔

NOVEL HUT

آتش اب کھڑا ہو چکا تھا کیونکہ فجر کی آذان شروع ہو چکی تھی۔

"آتش بھائی ! ! "اس لڑکے نے اسے پیچھے سے پکارا تھا۔

آتش مڑا نہیں بس چہرہ پیچھے کر کے آنکھ کے اشارے سے پوچھا تھا کہ کیا ہواء ہے۔

"آپ نے میرا نام کیوں نہیں پوچھا؟؟"ایک اور معصومانہ سوال کیا گیا۔

آتش اس بار کھل کر ہنس دیا تھا۔

ایک واضح چیز جو اس کے چہرے پر ابھری تھی وہ اس کے دائیں گال پر بنا گڑھا تھا۔

اور ہنسنے سے اس کی نشیلی آنکھیں معصوم بچے کی طرح چھوٹی سی ہو جاتی تھیں۔

"ضروری نہیں جن کے راز پتہ ہوں ان کے نام بھی پتہ ہوں ۔اور آتش مراد یوسفزائی اپنے بخت میں لعنت لکھوا کر نہیں لایا۔"آتش نے اعتماد سے جواب دیا۔

لڑکے کے کندھوں سے وہ اندیکھا بوجھ بلکل سرک گیا وہ اب آزاد تھا۔۔

"شکریہ! آتش بھائی۔۔۔

میں نے سنا تھا جب اللہ کا بندہ تکلیف میں ہوتا ہے تو اللہ پاک اسے کبھی بھی اکیلا نہیں چھوڑتا، اپنے کسی بندے یا آیت سے وہ ہمیں دلاسہ دیتا ہے کہ میں ہوں جو تمہیں سنتا ہوں اور تمہاری مدد کو ہر وقت موجود ہوتا ہوں۔بے شک جب دل زخمی ہوتے ہیں تو آہتیں مرہم کا کام کرتی ہیں۔" لڑکا خوشدلی سے مسکرا دیا۔

"بے شک ...."آتش کو سکون ہواء تھا اس کی تسلی بخش مسکراہٹ دیکھ کر۔

اب وہ مسجد کی طرف جا رہا تھا۔

اس کے انداز میں سرشاری سی تھی وہی سرشاری جو رب کی مخلوق کی مدد اور انہیں پرسکون کر کے ملتی ہے۔دلی اطمینان!

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جب وہ مسجد میں داخل ہواء تو بہت سے طلبہ عابد صاحب کی امامت میں نماز فجر ادا کر رہے تھے جن میں میران شاہ بھی تھا۔

آتش نے بھی فجر کی نماز ادا کی اور پھر بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کی ۔

عابد صاحب آتش مراد اور میران شاہ کو دیکھتے ان کے پاس آئے۔

آتش نے انہیں اپنی جانب آتا دیکھ قرآن مجید کو بند کر کے سینے سے لگایا (تلاوت وہ کر چکا تھا) اور میران کو پکڑا دیا جو کہ اس کے ساتھ ہی تلاوت کر رہا تھا۔

آتش نے آگے بڑھ کر عابد صاحب کو گلے لگایا اور اس کے بعد میران نے۔

"اور کیا حال ہے شہزادوں؟" انہوں نے مسکرا کر آتش اور میران سے پوچھا۔

"دونوں نے بیک وقت الحمداللہ کہا تھا۔" اور عابد صاحب مسکرا دیے۔

(تینوں میں پتہ نہیں کون سا کننکٹڈ سسٹم فٹ تھا جو اکٹھے ہی جواب دیتے تھے سوال کا..........)

عابد صاحب اس مدرسے کے پرنسپل تھے۔ایک شفیق استاد اور ایک رحمدل انسان ۔

آتش انہیں بچپن سے جانتا تھا انھوں نے ہی اسے دینی تعلیم دی تھی اور میران کالج کے زمانے سے۔ دونوں جب اذیت میں ہوتے تو انہی کے پاس آتے جو ان کی ہر طرح سے اصلاح کرتے۔

عابد صاحب نے انہیں اپنے ضعیف ہاتھوں سے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو دونوں بیٹھ گئے۔

تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد عابد صاحب بیٹھے ان دونوں کو کڑے تیور لیے گھور رہے تھے۔

NOVEL HUT

دونوں نے بیک وقت ہی نظریں چرائیں تھیں۔

"نظریں چرانے سے کیا ہوتا ہے بچوں؟ آخر کب تم دونوں بلکہ وہ تیسرا بھی اپنے ماضی کے شکنجے میں جکڑے رہو گے۔

جو لوگ ماضی کی سیاہ یادوں میں اٹک جاتے ہیں نہ بچے وہ اپنا حال اور مستقبل دونوں کو اسی اندھیری سیاہی میں برباد کرتے ہیں۔" عابد صاحب نے نرمی سے انہیں سمجھایا تھا لیکن لہجہ نرم نہ تھا۔

دونوں نے بیک وقت ہی نظریں اٹھا کر التجائی نظروں سے عابد صاحب کو دیکھا تھا جیسے کہہ رہے ہو "کہ پلیز آج نہیں............ "(یقینا وہ دونوں آج لیکچر سننے کے موڈ میں نہیں تھے۔)

عابد صاحب گہری سانس بھر کر رہے گئے۔

آخر ان نکموں کو کیسے سمجھائے وہ، کیونکہ یہ تو سرے سے ہی کچھ سمجھنا ہی نہیں چاہتے تھے۔نکما بے پرواٹولہ۔۔ہنہ

کچھ وقت کے بعد چائے پی کر دونوں عابد صاحب سے اجازت طلب کر رہے تھے جانے کی۔

اب دونوں گاڑی میں بیٹھے گھر کی جانب روانہ تھے۔دونوں میں ہی گہری خاموشی تھی۔

ایسے جیسے خاموشی کا صور پھونک دیا گیا ہو ان کے درمیان۔

ماضی کی سیاہ یادیں اذیت ناک ہوتی ہیں، ان طاقتور آسیب کی مانند ہوتی ہیں جو تعویذ گنڈوں اور جھاڑ پھونک سے بھی پیچھا نہیں چھوڑتے۔

چلو کچھ دن پھر ان ماضی کے بھیانک سیاہ سوگ کے نام...........

اور آخر گاڑیاں ایک خوبصورت سے پیلس کے سامنے رکی تھیں، جس کا خوبصورت نقش ونگار کا گیٹ سفید اور سنہری رنگ کا تھا۔

اور پیلس کا تھیم بھی یہی تھا۔ گیٹ کے ساتھ ہی سفید پلیٹ پر سنہری لفظوں میں یوسفزائی پیلس لکھا تھا۔ یہ سرگودھا کے بڑے ٹاؤن میں واقع پیلس تھا، جہاں زیادہ تر ایلیٹ کلاس کے لوگ ہی رہتے تھے لیکن ان میں بھی یوسفزائی کا سکہ بولتا تھا۔

چوکیدار نے اس شاندار پیلس کے بے پرواہ مالک کو دیکھتے سلیوٹ کیا تھا اور گیٹ کو اس کی پیش آوری کے لیے کھول دیا تھا۔

صبح ہو چکی تھی، سورج نے آتے ہی اپنی دہشت قائم کر کے دھند کا اثر ضائع کر دیا تھا اور سیاہی کو نگل لیا تھا۔

ہر طرف اجالا تھا لیکن طرف روئے زمین پر اور اللہ کے ان بندوں کے دل میں جنہوں نے اندھیروں میں خود کو ٹھہرنے نہیں دیا، اندھیرے کا حصہ نہیں بنے بلکہ اس سورج کی طرح انہوں نے بھی اپنے دلوں کو رب تعالی کے ذکر سے منور کیا اور کچھ اس روشنی میں بھی اندھیرے کا ہی حصہ معلوم ہوئے لیکن اللہ تعالی نے ان کے لیے بھی روشنی کی راہیں اور ہدایت کے راستے کھلے رکھے۔

لیکن ان تک چل کر آنے کا سارا ذمہ انہیں کے حوالے کیا۔

بے شک ہدایت کے راستے پر چلنے کے لیے انسان کو خود کوشش کرنی ہوتی ہے، ہاں لیکن اللہ تعالی نے اس کی مشکل کو آسان کر دیا اپنی آخری آسمانی عظیم کتاب قرآن مجید کو نازل کر کے، جو عالم انسانیت کے لیے عظیم ترین کتاب ہے جو اللہ کا کلام ہے۔

قرآن مجید اللہ کی سچی کتاب ہے۔

یہ اللہ کا پیغام اپنے بندوں کے نام ہے، اس سے ایمان بڑھتا ہے اور دلوں کے زنگ اترتے ہیں۔

بے شک اللہ کا کلام دلوں کی سیاہی کو دھو ڈالتا ہے۔

رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم قرآن پڑھو اس لئے کہ قرآن قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا۔"

[مسلم]

NOVEL HUT

اور سورج اپنی نارنجی شعائیں یوسفزائی پیلس کے سفید اور سنہری ستونوں پر ڈالتا آنکھیں چندھیا دینے کا عجب منظر پیش کرتا تھا۔ یوسفزائی پیلس تین منزلہ تھا۔

گاڑی اب پکی سفید چکور پتھروں کی بنی گیلے پاتھ وے پر ہولے ہولے جارہی تھی۔

ایک عجیب سی مانوسیت ہوئی تھی آتش کو ،دل کو ایسی تسکین ملی تھی جیسے دل کو اپنے کسی خاص کی موجودگی کا احساس ہواء تھا واللہ کمال ہواء تھا۔

وہی میران شاہ کا تو دل ہی ڈول رہا تھا، آہہ ! ! یہ گھر جتنا کھرا اور خوبصورت تھا یہاں کے باسی اتنے ہی دوغلے اور بھیانک تھے۔

NOVEL HUT

اس سفید پاتھ وے کی چوڑائی اتنی تھی کہ اگر ایک گاڑی جا رہی ہے تو دوسری بھی باآسانی جا سکے۔

پاتھ وے کے ایک سائیڈ پر مالٹوں کا چھوٹا سا باغ تھا۔ظاہر سی بات ہے بھئی سرگودھا ہے۔

اور دوسری سائیڈ ملازموں کے لیے سرونٹ کوارٹرز بنے تھے۔

یوسفزائ کے سارے ملازم ادھر ہی سرونٹ کوارٹرز میں رہائش پذیر تھے۔

اور ان ہی کوارٹرز میں سے ایک کوارٹر میں رکھے لکڑی کے جھولے پر بادامی کلر کا سٹولر سے سر ڈھانپے ایک لڑکی بیٹھی تھی جس کی گاڑی کی طرف پشت تھی۔

سبز درختوں کے سائے تلے آتش کی آنکھیں ہلکے سبز رنگ کا تاثر دیتیں تھیں، جن پر سیاہ گنگھور پلکوں کا سایہ تھا۔

ایسے جیسے لہلہاتے سبزے پر ہواء کی موجیں ہوں، جو سیاہ آسمان کی قید تلے تھا۔ ان موجوں کا رخ اس وقت اس پشت والی لڑکی کی جانب تھا۔

اس لڑکی کی پشت دیکھتے یکلخت ہی ان لہلہاتے سبزے پر سفید شبنم کی چمک در آئی تھی لیکن صرف ایک لمحہ.........

صرف ایک لمحہ............چند پل کا کھیل تھا..............

اور پھر وہ اپنی آنکھیں موند گیا تھا ایسے جیسے ان سبزے پر پڑی شبنم کے قطروں کی ٹھنڈک کو اس لڑکی کی پشت تک جانے سے باز رکھا ہو۔

NOVEL HUT

ایسے جیسے ان شبنم کے قطروں سے دل کے بند پھولوں سے کلی کو کھلنے سے روکا ہو۔

آتش مراد کے لیے یہ نئی چیز نہ تھی، وہ جب بھی صبح صادق یہاں سے گزرتا تھا۔

یہ نظارہ ضرور دیکھنے کو ملتا تھا اسے ، لیکن پتہ نہیں کیوں وہ لاشعوری طور پر بھی اس کے لیے تیار رہتا تھا۔

اسی سفید روش کے آخر میں صدر دروازہ تھا اور اس کے سامنے ہی گول سنہری دھات کے تاروں کی کڑیوں سے بنی ہوئی حلقہ در حلقہ لڑی میں قید ایک خوبصورت سا فوارہ تھا وہ بھی سفید اور سنہری تھیم پر ہی تھا۔

اس فوارے کا نقشہ کچھ یوں تھا کہ اس میں ایک سنہری ڈولفن تھی جو سفید پانی سے نکلتی اوپر کو چھلانگ لگاتی دیکھائی دیتی تھی،جس کا منہ اوپر کی جانب تھا اور اس میں سے سفید دھار میں شفاف پانی کی پھوار نکل رہی تھی اور اس کے ساتھ ہی سفید گول بند بنایا گیا تھا جس میں پانی جمع ہو رہا تھا۔

وہ خوبصورت سفید اور سنہری فوارہ ایک شاہکار تھا،ڈیزائنر کی محنت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

گاڑی اسی گول سنہری زنجیر کی بند کے دائیں طرف سے ہوتی صدر دروازے کے سامنے رکی تھی۔

آتش گاڑی سے باہر نکلا تھا اور سفید چار زینے چڑھتا صدر دروازے سے اندر چلا گیا تھا۔

اور پیچھے ہی میران شاہ بھی گاڑی ملازم کے حوالے کرتا، خود کو بھی اللہ کے حوالے کرتا، بسم اللہ پڑھتا، صدر دروازے سے ہوتا اندر چلا گیا تھا۔

ملازم گاڑی کو اسی گول سنہری زنجیر کی قید میں بنے فوارے کے بائیں طرف سے پورچ میں پارک کرنے لے گیا تھا۔

<u>جاری ہے!!</u>

CONTACT THE AUTHOR

If you want to contact the author we will mention her instagram here .

Novel-hut at your service

JazakAllah

NOVEL HUT

writer's instagram : qandeel fatima